# URDU

DII (H) Paper IV

Dr Md. Monauwar. Alam
Dept of urdu
R. N. College, Pandaul
14/5/2020

Topic:- S. R. Qidwayi

## "شفیق الرحمن قدوائی" کی شخصیت

شفیق الرحمن قدوائی صاحب کی شخصیت ایک ادیب اور سیاست داں کی حیثیت سے محتاج تعارف نہیں ہے۔ قدوائی صاحب "ہم نفسان رفتہ" کے مصنف رشید احمد صدیقی کے مخلص دوستوں میں تھے۔ ایک دوست کی حیثیت سے رشید احمد صدیقی نے شفیق الرحمن کی شخصیت میں جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اسے من و عن اس خاکہ میں بیان کر دیا ہے۔

شفیق الرحمن صاحب کا تعلق اودھ کے ایک تعلیم یافتہ اور متمول خاندان سے تھا۔ ابتدائی تعلیم اور بچپن کے حالات کے بارے میں رشید احمد صدیقی نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے کہ قدوائی صاحب سے رشید احمد صاحب کی ملاقات علی گڑھ یونیورسٹی میں ہوئی۔ جب قدوائی صاحب علی گڑھ میں تعلیم حاصل کرنے آئے وہیں سے رشید صاحب اور شفیق الرحمن قدوائی صاحب کی ملاقات اور تعلقات کا سلسلہ شروع ہوا۔ علی گڑھ کی طالب علمی کے دوران ہی شفیق صاحب کی شخصیت میں رئیسی کے آثار واضح طور پر نظر آتے تھے اور کالج کے طلباء میں شفیق صاحب کا شمار اونچے طبقہ میں ہوتا تھا۔ لیکن جب گاندھی جی کی عدم تعاون تحریک کی بازگشت علی گڑھ پہنچی تو شفیق صاحب اس تحریک سے اس تیزی سے وابستہ ہو گئے گویا اس تحریک کے منتظر بیٹھے ہوں۔ اس وقت سے شفیق صاحب نے پھر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اور ہندوستان کی جنگ آزادی میں کود پڑے اور قید و بند کے مصائب اٹھاتے رہے۔ جامعہ ملیہ کے قیام کے دوران شفیق صاحب جس ابتلا و آزمائش کے دور سے گزرے اور جس بے جگری اور مسکراہٹ کے ساتھ ان مصائب کو جھیلا وہ نہ صرف یہ کہ ناقابل فراموش ہیں بلکہ زریں حروف سے لکھنے کے لائق ہیں۔ چھوٹے بچوں کی تربیت اور بڑے مقاصد کے حصول میں وہ جس طرح مصروف رہے وہ خدمت خلق کے تعلق سے بہت ہی قیمتی اور ناقابل فراموش ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ شفیق

صاحب کو ان کی قومی، سیاسی و ملی خدمات کے سلسلے میں شہرت اور ناموری نہیں مل سکی جس کی وہ بجا طور پر حقدار تھے۔ لیکن اگر مقبول بندگان خدا کی فہرست بنگی تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ شفیق صاحب کا نام سرفہرست ہوگا۔ شفیق الرحمٰن صاحب کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کی عظمت کو بہت کم لوگوں نے سمجھا۔

اپنی زندگی کے آخری سنوں میں شفیق صاحب گویا تھک چکے تھے۔ ایک بار سخت بیمار پڑے۔ کافی علاج و معالجہ ہوا۔ یہاں تک کہ وزیر ہونے کی حیثیت میں سرکاری سرپرستی میں علاج ہوا۔ لیکن وقت موعود آ چکا تھا۔ جانبر نہ ہو سکے اور ایک طویل مدت تک قوم کی بے لوث خدمت سے تھکا ہوا مسافر اپنے احباب، اہل و عیال اور قوم کو روتا بلکتا چھوڑ کر موت کی آغوش میں سو گیا۔

شفیق الرحمان قدوائی صاحب کے موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ حلقۂ احباب بقول رشید احمد صدیقی سکتہ میں آگیا اور جو جہاں جس حالت میں تھا اسی حالت میں دلی کے لیے دوڑ پڑا۔ ایک جم غفیر کی موجودگی میں جامع مسجد دلی کے سامنے جنازے کی نماز پڑھی گئی اور میت کو جامعہ ملیہ لایا گیا اور وہیں ہزاروں پرنم آنکھوں نے انہیں سپرد خاک کیا۔

مختصر یہ کہ شفیق الرحمٰن قدوائی مرحوم کی شخصیت ہمہ جہت خوبیوں اور کمالات کی حامل تھی۔ خاکہ نگار رشید احمد صدیقی نے نہایت فطری انداز میں شفیق الرحمٰن قدوائی کی پیکر تراشی کی ہے۔